4۔پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

علامہ اقبال

(1877ء۔۔۔1938ء)

ابتدائی حالات:

ہمارے قومی اور ملی شاعر، مفکر اور نظریہ پاکستان کے خالق علامہ محمد اقبال سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام شیخ نور محمد تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم سیالکوٹ سے حاصل کی لاہور سے فلسفے میں ایم اے کیا۔ اعلی تعلیم کے لیے اور وہاں لاہور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ وطن واپسی پر وکالت کا پیشہ اختیار کیا 1930۔ میں خطبہ الہ آباد میں مسلمانوں کے لیے ایک الگ ملک کا نظریہ پیش کیا۔۱۹۳۸ میں انتقال کیا اور لاہور میں بادشاہی مسجد کے قریب دفن ہوئے۔

پرسوز شاعری:

علامہ اقبال نے اردو فارسی دونوں زبانوں میں پورا سر اور پرسوں شاعری کی ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری کا آغاز غزل گوئی سے کیا مگر بعد میں زیادہ تر توجہ نظم نگاری کی جانب مبذول کردی کیونکہ اپناپیغام پہنچانے کا زیادہ موثر ذریعہ تھا۔اقبال کا دائرہ فکر مشاہدہ کائنات اور مطالعہ بہت وسیع تھا۔آپ اللہ تعالی اور اس کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق تھے اور اس چاہت اور عقیدت کا اظہار جا بجا ان کے کلام میں دکھائی دیتا ہے۔

خودی بے خودی کا فلسفہ:

اقبال نے محض روایتی عشق و عاشقی کے موضوعات سے ہٹ کر اپنی شاعری میں زندگی، کائنات، خدا، ابلیس، عقلو خرو، تصوف، قومیت، مردمومن، سیاست وملکۃ اور خودی اور بے خودی کا فلسفہ پیش کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اقبال جیسا عظیم شاعر فلسفی آج تک پیدا نہ ہو سکا۔

تصانیف:

"بانگ درا"، "بال جبریل" اور" ضرب کلیم "ان کی اردو شاعری کی کتابیں ہیں۔"ارمغان حجاز" میں بھی کچھ اردو نظمیں شامل ہیں جبکہ اس کا غالب حصہ فارسی میں ہے۔ فارسی کے دیگر شعری مجموعہ میں"پیام مشرق"،" جاب نام"،"زبور عجم"،"رموز بے خودی" اور "اسرار خودی" شامل ہیں۔

مُشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
استوار	مضبوط، مستحکم	برگ و بار	درخت کے پتے اور پھل
ڈالی	شاخ، ٹہنی	سبق اندوز ہونا	سبق سیکھنا
سحاب	بادل، ابر، گھٹا	شاخ بریدہ	کٹی ہوئی شاخ
شجر	درخت	عہدِ خزاں	خزاں کا موسم
قاعدہ	طریقہ، دستور	نغمہ زن	نغمہ گانے والا

اشعار کی تشریح

شعر1۔ ڈالی گئی جو فصلِ خزاں میں شجر سے ٹُوٹ

ممکن نہیں ہری ہو سحابِ بہار سے

تشریح:

علامہ اقبال اسلام کے بڑے ے علمبردار اور ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق کے داعی تھے۔ اس شعر میں اخوت ، بھائی چارہ اور اتفاق و اتحاد کا درس دے رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ فردو ملت کی تعلق واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہتہ نیزدی کدھر سے جوڑی رہے گی۔ تب تک پھول تروتازہ اور زندہ رہے گی اس وقت دنیا میں سلمانوں کی تعداد سو ارب کے برابر ہے۔ ان کے پاس بے پناہ انفرادی اور مالی وسائل موجود ہیں۔ پس اگر وہ جذبہ ایمان ان اور یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک دوسرے سےپیوستہ رہے تو دنیا کی کوئی طاقت ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتی۔

شعر2۔ ہے لازوال عہدِ خزاں اس کے واسطے

کچھ واسطہ نہیں ہے اسے برگ و بار سے

تشریح:

علامہ اقبال امت مسلمہ کی اخوت اور بھائی چارے کے حوالے سے کہتے ہیں کہ مسلمان بھائی چارے اور باہمی محبت کی کمی کا شکار ہے ۔ کہیں نسلی گروہ ہیں، کہیں ذات پات کی تفریق اور کہیں رنگ و مذہبی فرقے کا امتیاز ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ وہ شخص جو درخت سے الگ ہو جاتی ہے۔ اس پر زوال کی حالت طاری رہتی ہے اس پر پھول کبھی نہیں آتے اس کی زندگی کا خاتمہ ہوجاتا ہے وہ سرسبز ہوتی ہے نہ پھول آنے کے قابل رہتی ہے اس پر ہمیشہ تہہ ماروئی چھائی رہتی ہے اقبال نے اس شعر میں یہ سبق دیا ہے کہ درخت سے ٹوٹی ہوئی شاخ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خزاں کا شکار ہی رہتی ہے ملت اسلامیہ سےپیوستہ رہ کر ہی مسلمان نوجوان سرخرو ہو سکتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ مسلمان ایک دیوار یا عمارت کی مانند ہیں جن میں ایک اینٹ دوسری اینٹ کی کی تقویت کا باعث بنتی ہے۔ یہ شعر فلسفۂ اجتماعیت پر بڑے حسین انداز سے روشنی ڈالتا ہے۔

شعر3۔

ہے تیرے گلستان میں بھی فصل خزاں کا دور

خالی ہے جیب گل زر کامل عیار سے

تشریح:

علامہ اقبال امت مسلمہ کے زوال کے حوالے سے ہمیں تنبیہ کر رہے ہیں اور دعوت بھی دے رہے ہیوہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا ایمان کمزور ہوگیا ہے اس لئے پستی اور زوال میں گھر گئے ہیں تاریخ شاہد ہے جب مسلمان ایمان کی حرارت اپنے سینوں میں لئے مستحد ہوکر عرب کی ریگزاروں سے اٹھے تو انہوں نے ایران جیسی عظیم الشان سلطنتوں کو الٹ کر رکھ دیا اس شعر میں شاعر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس وقت مسلمان زوال آشنا ہیں اس زوال سے نکلنے کا بس ایک ہی طریقہ ہے کہ آپس میں اتحاد اور اتفاق ہو اور مسلمان تفرقہ بازی چھوڑ کر ایک ہو جائیں۔ جب اسلام نے ہمیں بھائی بھائی بنا دیا ہے تو آپس میں پھوٹ اور انتشار چہ معنی دارد؟

شعر4۔

جو نغمہ زن تھے خلوت اوراق میں طیور ر

خصت ہوئے ترے شجر سایہ دار سے

تشریح:

اس شعر میں علامہ اقبال مسلمانوں سے مخاطب ہیں اور کہتے ہیں کہ مسلمان تیرے چمن میں گیت گانے والے پرندے جوپتوں پر بیٹھے تھے اڑ گئے ہیں مراد یہ کہ وہ لوگ جو قوم کے خیر خواہ تھے جن کے دلوں میں قوم کا درد تھا جو قوم کے سچے رہنما تھے وہ قوم میں موجود نہیں ہیں ہیں مسلم معاشرہ زوال پذیر ہوگیا ہے ایمان کی پختگی باقی نہیں ر ہی۔ دین اسلام اور ملت اسلامیہ کے درد مند مسلمان غائب ہیں ملت اسلامیہ زوال کی اتھاہ گہرائیوں میں گر گئی

[redacted]

ہے اب مسلمانوں کو خود ہی اس حقیقت سے آشنا ہونا پڑے گا اور اس نکتے کو سمجھنا پڑے گا کہ کامیابی کے لیے قوم میں اتحاد ضروری ہے پوری قوم کا جہدِ پیہم اور سعی کی صفت کو اپنا کر ملت کی کشتی کو طوفان سے نکالنا ضروری ہے اور اس مقصد کے لیے ایک ہی منارۂ نور ہے اور وہ ہے اتحاد و اتفاق۔

شعر5۔ شاخِ بُریدہ سے سبق اندوز ہو کہ تُو

ناآشنا ہے قاعدۂ روزگار سے

تشریح:

اقبال کہتے ہیں کہ اے مسلمان تو کٹی ہوئی شاخ سے سبق حاصل کر اگر تو واقعی عروج حاصل کرنا چاہتا ہے تو تجھے اپنی ملت سے تعلقات استوار کر رکھنے چاہیئں۔ ملت اسلامیہ کی قوت کا سرچشمہ ملی اتحاد ہے۔ اقبال نے اسی بنیادی حقیقت کو ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے کہ اتحاد اور اجتماعیت ہی سے کامیابی ہے تو دنیا کے طور طریقوں اور دستور سے مکمل طور پر ناواقف ہے تجھے زمانے کی چال کو سمجھنا ہوگا مسلمانوں کی ناکامیوں اور ذلتوں سے سبق سیکھنا ہوگا۔ غیور اور جفاکش مسلمان بننا ہوگا اتفاق، اتحاد، اخوت اور یگانگت کو اپنا پرانا کھویا مقام حاصل کرنا ہوگا اے مسلمان پستی اور تنزلی کی وجوہات کو سمجھ اور پھر سے پورے عالم میں اپنا نام پیدا کردے۔

شعر6۔ مِلّت کے ساتھ رابطۂ استوار رکھ

پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ

تشریح:

اے مسلمان ! تو اپنا تعلق ملت اسلامیہ سے قائم رکھ ۔ تیری ترقی اور کامیابی کا راز اسی میں ہے کہ تو اپنی قوم سے وابستہ رہے۔ یہ درست ہے کہ اس وقت قوم مسلم زوال پذیر ہے لیکن عروج و زوال تو آتا ہی رہتا ہے یہ زمانے کا دستور ہے عروج بھی عارضی ہے اور زوال بھی عارضی۔ اقبال کہتے ہیں کہ قوم کا وجود مذہب سے ہے مذہب ہی قوم کے افراد کے درمیان باہمی کشش کا باعث بنتا ہے مذہب نہ رہے تو باہمی محبت اور اخوت بھی باقی نہیں رہتی ملت اسلامیہ کے ساتھ جڑے رہنے میں تری بقا ہے، اس لئے اپنی قوم کے ساتھ رہ کر محنت کر۔ پھر دیکھ کامیابی کس طرح تیرے قدم چومتی ہے۔

نظم کا خلاصہ

علامہ اقبال اسلام کے بڑے علمدار اور ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق کے داعی تھے اس شعر میں اخوت، بھائی چارا اور اتفاق و اتحاد کا درس دے رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ فرد اور ملت کے تعلق کو واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ٹہنی جب تک درخت سے جڑی رہے گی تب تک پھل پھول، تروتازہ اور زندہ رہے گی اس وقت دنیا میں

مسلمانوں کی تعداد سو ارب کے برابر ہے۔ اور وہ پچاس سے زیادہ آزاد مملکتوں کے مالک ہیں ان کے پاس بے پناہ انفرادی اور مالی وسائل موجود ہیں پس اگر وہ جذبہ ایمان اور یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک دوسرے سے پیوستہ رہے تو دنیا کی کوئی طاقت ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتی۔

اقبال نے سبق دیا ہے کہ درخت سے ٹوٹی ہوئی شاخ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خزاں کا شکار ہی رہتی ہے ملت اسلامیہ سےپیوستہ رہ کر ہی مسلم نوجوان سرخرو ہوسکتا ہے حدیث میں ہے کہ مسلمان ایک دیوار یا عمارت کی مانند ہیں جس میں ایک اینٹ دوسری اینٹ کی تقویت کا باعث بنتی ہے یہ شعر فلسفہ اجتماعیت پر بڑے حسین انداز سے روشنی ڈالتا ہے۔

علامہ اقبال امت مسلمہ کے زوال کے حوالے سے ہمیں تنبیہ کر رہے ہیں اور دعوت عمل بھی دے رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا ایمان کمزور ہو گیا ہے اس لئے پستی اور زوال میں گر اور گھر گئے ہیں اس وقت تو مسلمان زوال آشنا ہیں اس زوال سے نکلنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ آپس میں اتحاد اور اتفاق ہو اور مسلمان تفرقہ بازی چھوڑ کر ایک ہو جائیں۔ ملت اسلامیہ زوال کی اتھاہ گہرائیوں میں گر گئی ہے اب مسلمانوں کو خود ہی اس حقیقت سے آشنا ہونا پڑے گا اور اس نکتے کو سمجھنا پڑے گا کہ کامیابی کے لیے قوم میں اتحاد ضروری ہے۔

اقبال نے اسی بنیادی حقیقت کو ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے کہ اتحاد اور اجتماعیت ہی سے کامیابی ہے۔ تو دنیا کے طور طریقوں اور دستور سے مکمل طور پر نا واقف ہے تجھے زمانے کی چال کو سمجھنا ہوگا اقبال کہتے

ہیں کہ قوم کا وجود مذہب سے ہے مذہب ہی قوم کے افراد کے درمیان باہمی کشش کا باعث بنتا ہے مذہب نہ رہے تو باہمی محبت اور اخوت بھی باقی نہیں رہتی۔ ملت اسلامیہ کے ساتھ جڑے رہنے میں تیری بقا ہے اس لئے اپنی قوم کے ساتھ رہ کر محنت کر۔ پھر دیکھ کامیابی کس طرح تیرے قدم چومتی ہے۔

حل مشقی سوالات

1۔ درج ذیل سوالوں کے جواب دیں۔

(الف) اقبال نے ڈالی اور شجر سے کیا مراد لیا ہے؟

جواب: ڈالی کے لغوی معنی ٹہنی یا شاخ کے ہیں۔ شجر کے لغوی معنی درخت کے ہیں۔ اقبال کے مطابق شجر سے مراد "قوم" یعنی ملت اسلامیہ ہے اور ڈالی سے مراد ملت اسلامیہ کا فرد ہے۔

(ب) عہدہ خزاں کس کے واسطے لازوال ہے؟

جواب: عہدِ خزاں ملت اسلامیہ کے ہر فرد کے لیے لازوال ہے۔

(ج) کس کے گلستان میں فصل خزاں کا دور ہے؟

جواب: مسلمان کے باغ میں پت جھڑ کے موسم کا دورہ ہے۔ مراد یہ ہے کہ مسلمان زوال پذیر ہو رہے ہیں۔

(د) جیب گل کس چیز سے خالی ہے؟

جواب: جیب گل خالص سونے سے خالی ہے مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کا ایمان کمزور ہوگیا ہے۔

(ہ) "خلوتِ اوراق" میں کون نغمہ زن تھے؟

جواب: خلوتِ اوراق میں طیور نغمہ زن تھے جو پرندے پتوں کی تنہائی میں گیت گا رہے تھے وہ سایہ دار درخت سے رخصت ہوگئے ہیں۔

(و) ہمیں کس چیز سے سبق اندوز ہونا چاہیے؟

جواب: ہمیں قوم سے الگ ہونے والے افراد سے سبق سیکھنا چاہئے یعنی مسلمان جو نااتفاقی سے زوال پذیر ہوئے ہیں ان سے سبق سیکھنا چاہئے۔

(ز) امید بہار کے لئے کس بات کی ضرورت ہے؟

جواب: امید بہار کے لیے شجر سے پیوستہ رہنا ضروری ہے۔

2۔ اس نظم کے قوافی کی نشاندہی کریں۔

جواب: بہار، بار، عیار، دار، گار، بہار

3۔ مندرجہ ذیل شعر کی نثر بنائیں۔

جو نغمہ زن تھے خلوت اوراق میں طیور
رخصت ہوئے ترے شجر سایہ دار سے

جواب: جو طیور خلوت اوراق میں نغمہ زن تھے
تیرے شجر سایہ دار سے رخصت ہوئے

4۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
ڈالی	تعلق	سحاب بہار
فصل خزاں	طیور	شجر
واسطہ	سحاب بہار	تعلق
نغمہ زن	شجر	طیور
جیب گل	آشنا	زر کامل عیار
شاخِ بریدہ	زر کامل عیار	سبق اندوز
نا آشنا	سبق اندوز	آشنا

5۔ مندرجہ ذیل تراکیب اور مرکبات کے معنی بتائیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

فصل خزاں، سحاب بہار، عہدِ خزاں، برگ وبار، نغمہ زن، خلوت اوراق، شجر سایہ دار، شاخ بریدہ، سبق اندوز، قاعدہ روزگار، امید بہار

الفاظ	معانی	جملے
فصل خزاں	خزاں کا موسم	فصل خزاں میں درختوں سے پتے جھڑنے لگتے ہیں۔
سحاب بہار	موسم بہار کا بادل	سحابِ بہار کے برسنے سے ہر طرف جل تھل ہوگیا۔
عہدِ خزاں	خزاں کا موسم	عہد خزاں میں درختوں کے پتے جھڑنے لگتے ہیں۔
برگ وبار	پھل اور پتے	موسم بہار میں درخت برگ و بار سے بھر گئے۔
نغمہ زن	نغمہ گانے والے	پرندے صبح سویرے باغ میں نغمہ زن تھے۔
خلوت اوراق	پتوں کی تنہائی	پرندے خلوت اوراق میں نغمہ زن تھے۔
شجر سایہ دار	سایہ دار درخت	موسم برسات میں ہر طرف شجر سایہ دار نظر آتے ہیں۔
شاخ بریدہ	کٹی ہوئی شاخ	شاخ بریدہ سوکھ کر جلد ختم ہو جاتی ہے۔
سبق اندوز	سبق حاصل ہونا	دوسروں کی تباہی سے ہمیں سبق اندوز ہونا چاہیے۔
قاعدہ روزگار	زمانے کا دستور	سادہ آدمی قاعدہ روزگار سے ناآشنا ہوتا ہے۔
امید بہار	موسم بہار کی امید	شجر سے پیوستہ رہ کر امید بہار رکھنی چاہیے۔

6۔ واحد کی جمع اور جمع کی واحد لکھیں۔

واحد	جمع	واحد	جمع
شجر	اشجار	ملت	ملل
رابطہ	روابط	فرد	افراد
نغمہ	نغمیں	سبق	اسباق
جمع	واحد	جمع	واحد
اوراق	ورق	طیور	طائر
اقوام	قوم		

7۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

خزاں، گل، لازوال، اتفاق، امید

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
خزاں	بہار	اتفاق	نفاق
گل	خار	امید	نا امید
لازوال	زوال پذیر		

8۔ مندرجہ ذیل الفاظ پر اعراب لگا کر ان کا تلفظ واضح کریں۔

جواب: فَصْلْ، سَحَابْ، بُرِیْدَہْ، گُلِسْتَانْ، سَبَقْ، رُوْزْگَارْ، خَلْوَتْ، اُمِیْدْ۔

9۔ مناسب لفظ کی مدد سے مصرع مکمل کریں۔

(الف) ملت کے ساتھ رابطہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رکھ۔ (استوار)

(ب) ڈالی گئی جو فصل خزاں میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے ٹوٹ (شجر)

(ج) ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عہد خزاں اس کے واسطے (لازوال)

(د) جو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھے خلوت اوراق میں طیور (نغمہ زن)

(ہ) ممکن نہیں ہری ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بہار سے (سحابِ بہار)

10۔ علامہ اقبال نے کس طرح اس نظم میں فرد اور قوم کے تعلق کو واضح کیا ہے؟

جواب: علامہ محمد اقبالؒ نے شجر اور اس کی شاخ کے ذریعے فرد اور قوم کے تعلق کو واضح کیا ہے جب کوئی فرد کسی منظم انسانی گروہ کے ساتھ ایک جزو کی حیثیت سے زندگی گزارتا ہے۔ تو اس کا اپنا وجود بھی قائم و دائم رہتا ہے لیکن جس وقت وہ اپنا تعلق قوم سے منقطع کر لیتا ہے تو اس کی انفرادی حیثیت اس کے وجود کو ختم کر دیتی ہے اور اپنی واقفیت کھو دیتا ہے۔

Page 8 / 8